

اندلس میں تذکرہ نگاری

طفیل ہاشمی

اندلس میں مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار (۱۰ - ۱۳۹۲ء) میں جن علمی موضوعات پر خصوصی توجہ دی ان میں تذکرہ نگاری کا فن سر فہرست ہے۔ تراجم علماء، معاجم اعلام اور فہارس کتب پر بکثرت کتابیں تصنیف کی گئیں۔ اس نوع کی تالیفات کی کثرت اور شیوع سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندلس میں شرح تعلیم کتنی بلند اور علمی معیار کس قدر اونچا تھا کہ ایک ایک فرع علم کے مشاہیر علماء و فضلاء کے معاجم تیار کئے گئے۔ اور یہ معاجم ایسے تاریخی معلومات سے لبریز تھے جن کی ضرورت آج تک روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

اندلس میں مختلف اصناف کے معاجم مدون کئے گئے مثلاً :

۱۔ معاجم خاصہ : جو کسی ایک فرع علم یا شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے اعلام کے تراجم پر مشتمل تھے پہلے پہل اسی نوع کی کتب منصفہ شہود پر آئیں جن میں ابو عبد اللہ محمد بن الحارث الخشنی کی تاریخ قضاۃ قرطبہ اور ابن عبد البر کی معجم اعلام الفقہاء کو بہت اہمیت حاصل ہوئی۔ ان کے علاوہ زہاد، صوفیاء، کتاب، محدثین اور فقہاء وغیرہ کے الگ الگ تراجم مرتب کئے گئے۔ نیز بعض خاص علاقوں میں پیدا ہونے والے علماء کے الگ الگ تذکرے مدون کئے گئے۔

۲ - تراجم عامہ : جو علم کی ہر شاخ میں تخصص رکھنے والے علماء کے تراجم پر مشتمل تھے - اس نوع میں ابو الولید عبداللہ بن محمد ابن الفرضی ، ابو محمد عبداللہ بن ابراہیم الحجاری ، ابو القاسم خلف بن عبدالملک ابن بشکوال ، ابو جعفر احمد بن یحییٰ الضبی ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ابن الابار اور ابراہیم بن علی ابن فرحون کی تصانیف نمائندہ حیثیت کی حامل ہیں -

۳ - فہارس کتب : فہارس کتب میں فہرسہ ابن خیر قابل ذکر کتاب مرتب کی گئی -

ابو عبداللہ الخشنی

تراجم خاصہ کے معاجم کے مؤلفین میں اہم ترین شخصیت ابو عبداللہ محمد بن الحارث بن اسد الخشنی القیروانی کی ہے - اس نے قیروان میں علوم شرعیہ کی تعلیم حاصل کی - ۳۱۱ ھ / ۹۲۳ء میں اس نے اندلس کا رخ کیا اور وہاں قاسم بن اصبغ اور محمد بن عبدالملک بن ایمن سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں اتنی مہارت بہم پہنچائی کہ ابن الفرضی لکھتا ہے :

کان حافظا للفقہ ، عالما بالفتیاء ، حسن القیاس (۱) -

تعلیم کی تکمیل کے بعد خلیفہ الحکم ثانی (۹۶۱ - ۹۷۱ء) کی خدمت میں آیا جس نے اسے بجانہ میں والئی موارث مقرر کر دیا - الخشنی نے خلیفہ کے لئے فقہاء اور محدثین کے حالات پر متعدد کتابیں لکھیں لیکن اس کی شہرت کا باعث ،، تاریخ قضاة قرطبه،، بنی جس میں اس نے فتح اسلامی (۹۱ ھ / ۱۰ء) سے لے کر ۳۵۷ ھ / ۹۶۸ء تک قضاة کے احوال بیان کئے (۲) - الحکم ثانی کی وفات کے بعد الخشنی کی معاشی حالت بہتر نہ رہی چنانچہ ضروریات زندگی کے حصول کے لئے عطر فروشی کے کاروبار پر مجبور ہوا اور بالآخر صفر ۳۶۱ ھ / اگست ۹۷۱ء میں قرطبه میں فوت ہوا - (۳)

الخشنی کی مذکورہ کتاب سے جو اس نے غالباً الحکم ثانی کے اشارہ پر لکھی ہو گئی فتح اسلامی سے لے کر الحکم ثانی کے دور تک کی اندلس کی معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے مآخذ میں ایک تو وہ سرکاری دستاویزات تھیں جو دیوان الخلافہ میں محفوظ تھیں۔ دوسرے قضاۃ کے رجسٹر اور بعض افراد کی ذاتی یادداشتیں تھیں۔ ان کے علاوہ اس نے متعدد کتب سے بھی استفادہ کیا ہے جن کی طرف اس نے کئی مقامات پر مبہم اشارات کئے ہیں۔ نیز ان حکایات و روایات سے جو اہل قرطبہ کے مختلف طبقات میں نقل ہوتی آ رہی تھیں مثلاً قصر خلافت اور امراء و روساء کے گھروں میں اور علماء فقہاء اور ادباء کے حلقہ ہائے درس و تدریس میں اور مجالس، محفلوں اور شاہراہوں پر بیان کرنے والے قصہ گو افراد سے، سیاسی اور اجتماعی نظام سے برگشتہ لوگوں سے، علماء دین اور متقی اشخاص پر تنقید کرنے والوں سے اور مقامی زبان کے واقعات کے عربی تراجم سے اس نے اپنی کتاب کے لئے مواد حاصل کیا اور اپنی طرف سے اس میں بہت کم اضافہ کیا۔ خولیان ریبرا کے مطابق الخشنی نے اپنی کتاب میں دقت نظر اور نقد اخبار کا زیادہ اہتمام نہیں کیا۔ بلکہ بعض موضوع روایات بھی قبول کر لیں جس کی ایک مثال قرطبہ کے پہلے تین قضاۃ کا تذکرہ ہے (۳) لیکن یہ بات کتاب کے پہلے حصہ پر زیادہ صادق آتی ہے کیونکہ اس حصہ میں اس نے عصور اولی کے واقعات و حوادث بیان کئے ہیں جن کی صحت پر کھننے کے لئے اس کے پاس کوئی کسوٹی نہیں تھی نتیجہً اس نے مالکی علماء اور مذاہب منحرفہ کے حاملین دونوں سے برابر روایات قبول کر لیں۔ چونکہ وہ اجنبی تھا اس لئے اس نے بعض ایسی روایات بھی بسہولت قبول کر لیں جو منحرفین نے سیاسی

اغراض کے لئے وضع کی تھیں اور اندلس کے دیگر تذکرہ نگاروں نے انہیں قبول نہیں کیا۔

الخشنی نے تذکرہ نگاری کو اس کا فطری مقام دیا اور کسی موقعہ پر بھی خوارق، غیر طبعی عوامل، دینی نزاعات اور سیاسی و قومی تعصبات کی دراندازی گوارا نہیں کی۔ الحکم ثانی کا احترام اسے ان امور کے ذکر سے باز نہیں رکھ سکا جو اموی خاندان کے لئے موجب عار تھے۔ کتاب ادبی اسلوب کی حامل نہیں ہے البتہ اسباب و وقوع حوادث کے اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے۔ الخشنی کی کتاب ہمیں عصر امارت کے قرطبہ کے دل میں پہنچا دیتی ہے جہاں واقعات اپنے حقیقی قالب میں رونما ہوتے ہیں۔ عام واقعات کا بیان اور عدم تکلف کا انداز اس دور کے اندلس کے مظاہر اجتماعی کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ اس کتاب کا ایسا پہلو ہے جس کی طرف کسی دوسری کتاب میں توجہ نہیں دی گئی۔

الخشنی نے اس کتاب میں اندلس میں نظام قضاء پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔ قضاۃ کی صفات عقلیہ و خلقیہ ان کی قومیتوں (عرب، مولدین، بربر)، ان کے مشاہروں، فیصلہ کرنے کے طریق کار اور منصب قضاء کی اہمیت و وقعت اور ان امور کا دوسرے بلاد اسلامی کے قضاۃ کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا (۵)۔

ابن عبدالبر

اندلس میں لکھے جانے والے قدیم ترین تراجم میں ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد ابن عبدالبر النمری مولیٰ بنی امیہ (۳۶۸ - ۴۶۳ھ / ۹۷۸ - ۱۰۷۰ء) کی تالیفات ہیں اس نے فقہاء قرطبہ پر ایک کتاب لکھی جو الضبی کا ماخذ ہے (۶)۔ ابن عبدالبر نام کا ایک اور مصنف گزرا ہے لیکن اس کی نسبت کشکینانی ہے (۷)۔ یہ ۳۳۱ھ / ۹۵۲ء

میں فوت ہوا۔ اس نے „الفقهاء والقضاة لقرطبه و الاندلس“ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔

ابن الفرضی

کتب تراجم کے حقیقی نمونے بعد کے مصنفین کے ہاں ملتے ہیں جنہوں نے اس صنف کو اپنی بہترین صلاحیتوں کا ہدف بنایا۔ ان میں سے ابو الولید عبد اللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی ابن الفرضی (۳۵۱-۴۰۳ھ/۹۶۲-۱۰۱۲ء) قرطبه کا رہنے والا تھا۔ فقیہ، محدث اور خطیب تھا۔ اس نے کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ اس نے حج بیت اللہ کے دوران خانہ کعبہ کا پردہ تھام کر شہادۃ فی سبیل اللہ کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور وہ بربر کے ہاتھوں شوال ۴۰۳ھ/۱۰۱۲ء کو قرطبه میں اس وقت شہید ہو گیا جب کہ بربر اس کے گھر میں زبردستی گھس گئے اور تمام گھر والوں کو بے رحمی سے قتل کر کے سب کچھ لوٹ لیا۔ تین روز بعد ابن الفرضی کی متعفن لاش بغیر غسل، کفن اور نماز جنازہ کے ایک ویران قبرستان میں سپرد خاک کر دی گئی (۸)۔

ابن الفرضی شاعر بھی تھا اور اس کے اشعار کا خصوصی موضوع زہد و قناعت اور دینی رجحانات تھے (۹)۔ اس نے اخبار شعراء الاندلس کے نام سے اندلس کے شعراء کے حالات پر ایک کتاب مرتب کی تھی (۱۰) لیکن اس کی شہرت کی اصل وجہ اس کی معجم اعلام ہے جو تاریخ العلماء و الرواة للعلم بالاندلس کے نام سے مشہور ہے (۱۱)۔

معاجم رجال عامہ میں یہ قدیم ترین کتاب ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کتاب کی تدوین میں مصنف نے انتہائی دقت و صحت کا التزام کیا ہے۔ وہ خود لکھتا ہے کہ میں نے کئی کتب تاریخ کی

مراجعت کی اور مختلف لوگوں کی قبور کی نشان دہی کرے بعد جب مجھے یقین ہو گیا تو میں نے اپنی مصدقہ معلومات اس کتاب میں درج کی ہیں۔ کئی ایک مقامات پر اس نے صراحت کی ہے کہ اسے قابل اطمینان معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔

ابن الفرضی کے ایک شاگرد ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن مہلب (م ۳۵۰ ھ / ۱۰۵۸ء) نے ابن الفرضی کی تاریخ کا ذیل تحریر کیا جس کا نام تعلیق علی تاریخ ابن الفرضی و استلحاق رکھا (۱۱۲)۔ اور رشید الدین محمد بن ابراہیم الوطواط (م ۶۱۸ ھ / ۱۳۱۸ء) نے ابن الفرضی کی تاریخ شعراء الاندلس کا تکملہ „درر الغرر فی شعراء الاندلس“ کے نام سے لکھا (۱۱۳)۔

اس انداز کے معاصر رجال میں ایک اور کتاب ابو عامر محمد بن یحییٰ بن محمد خلیفہ ابن نیق الشاطبی (۳۵۲ - ۵۴۰ ھ / ۱۰۸۹ - ۱۱۳۲) کی تصنیف کتاب فی ملوک الاندلس والاعیان والشعراء بہا ہے (۱۱۴)۔

ابن ابار تکملہ میں لکھتا ہے کہ :

ابو عامر نے عربی زبان وادب اور عروض کی طرف زیادہ توجہ دی اور شعر اور نثر نگاری میں بلاغت کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ ابو العلاء ابن زہر کے پاس گیا اور مدت تک اس کے پاس رہ کر طب کی تعلیم حاصل کی (۱۱۵)۔

الحجاری

ابو محمد عبد اللہ بن ابراہیم بن وزمر الحجاری الصنهاجی (۳۹۹-۵۳۹ ھ / ۱۱۰۶ - ۱۱۵۵ء) وادی الحجارة میں پیدا ہوا اور وہیں پروان چڑھا۔ جب وادی الحجارة پر الفونسو سادس کا قبضہ ہو گیا تو وہاں سے شلب چلا گیا پھر وہاں سے قلعہ یحصب گیا اور اس

کے والی عبدالملک بن سعید کے پاس ٹھہرا رہا پھر وہاں سے ابن ہود کے پاس جانے کے لئے روطہ روانہ ہوا اور وہاں امیر احمد بن عماد الدولة بن ہود کے زیر سایہ خاصا عرصہ رہا (۱۶)۔

الحجاری نے ان امراء کی شان میں بے شمار مدحیہ قصائد بھی کہے جن کے سایہ عاطفت میں وہ رہتا رہا لیکن اس نے تاریخ میں چھ جلدوں میں ایک کتاب „المسهب فی غرائب المغرب“ لکھی جس میں اہل مغرب و اندلس کے فضائل اور فتح اسلامی سے لے کر ۵۲۹/۱۱۳۵ء تک کے علماء و فضلا کے تراجم بمع نمونہ کلام اور تاریخی و جغرافیائی معلومات مرتب کئے۔ بنو سعید نے اسی کتاب کو آخری شکل دے کر „المغرب فی حلی المغرب“ کا نام دیا اور المقری نے نفح الطیب کی تالیف میں اس سے بھرپور استفادہ کیا (۱۷)۔

ابن بشکوال

ابن بشکوال ابو القاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود (۳۹۳ - ۵۸۸/۱۱۰۰ - ۱۱۸۲ء) قرطبہ میں پیدا ہوا۔ اس نے بڑے بڑے شیوخ اور اساتذہ سے استفادہ کیا جن میں ابن رشد بھی شامل ہے۔ اور مختلف اساتذہ سے چار سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں روایت کیں۔ اس نے اپنے آپ کو تعلیم و تدریس کے لئے وقف کر دیا تھا۔

ابن بشکوال نے مختلف علوم میں تقریباً پچاس کتابیں تصنیف کیں جن میں اہم ترین کتاب „الصلة“ ہے جو ابن الفرضی کی تاریخ علماء الاندلس کا تکملہ ہے۔ ابن بشکوال نے اس میں اندلس کے ائمہ محدثین، فقہاء اور ادباء کے حالات قلم بند کئے۔ (۱۸)

ابن ابار اس کے بارے میں لکھتا ہے :

„معاجم تراجم میں وہ ذرۃ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس فن میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہ تھا سب اس کی سبقت اور برتری کو

تسلیم کرتے تھے اور اس سے استفادہ کرتے تھے حتیٰ کہ ابن بشکوال کے استاذ ابوالعباس الحریف الزاهد نے بھی اس سے استفادہ کیا اس کی کتاب انتہائی مفید اور بلند قیمت ہے جس کے استعمال کے بغیر اہل علم کو کوئی چارۂ کار نہیں ہے (۱۹)۔

ابن بشکوال نے کتاب الصلۃ کی تدوین میں ابوبکر حسن بن مفرج بن حماد بن الحسین المعافری (۳۲۸ - ۳۳۰ ھ / ۹۵۹ - ۱۰۳۸ ھ) کی تاریخ اندلس پر اعتماد کیا اور المعافری نے ایک دوسرے مصنف ابن عقیف ابوعمر احمد بن محمد (۳۳۸ - ۳۲۰ ھ / ۹۵۹ - ۱۰۲۸) کی کتاب الاحتفال فی تاریخ اعلام الرجال فی اخبار الخلفاء والقضاۃ والفقہاء سے مواد لیا۔ ابن بشکوال کے مصادر میں ابو عمر بن مہدی (م ۳۳۲ ھ / ۱۰۳۰ء) کی معجم الرجال اور ابن زروقہ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم (م ۳۳۵ / ۱۰۳۳ء) کی دو کتابیں جو ادب و تاریخ سے متعلق تھیں اور ابن عابد ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (م ۳۳۹ / ۱۰۳۷ء) کی ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے علاوہ ابن بشکوال نے ابن خزرج الفقیہ ابو محمد عبد اللہ بن اسماعیل بن محمد (م ۴۷۸ ھ / ۱۰۸۵ء) کی تاریخ فقہا طلیطلہ اور ابن مُدیر (م ۴۹۵ ھ / ۱۱۰۱ء) کی کتاب التاریخ اور ابو طالب عبد الجبار بن عبد اللہ بن احمد بن اصبح المروانی (م ۵۱۶ / ۱۱۲۲) کی عیون الامامة و نواظر السیاسة سے استفادہ کیا۔

ابن بشکوال کی کتاب الصلۃ سے جو افراد رہ گئے تھے ان کے تذکرہ کے لئے کئی دیگر مؤلفین نے ابن بشکوال کے انداز پر کتاب الصلۃ کے تکملے لکھے۔ ان میں سے ابوبکر محمد بن عبد اللہ سفیان بن سید الہ التجیبی (م ۵۵۸ / ۱۱۶۲ء) نے مجموع فی رجال الاندلس اور یوسف بن ابی عبد اللہ بن عبد اللہ بن سعید بن ابی زید اللری جو

ابو عمر بن عباد کے نام سے مشہور تھا طبقات الفقہاء لکھیں۔ ابن الزبیر نے ابن بشکوال کی کتاب الصلة کا ذیل „صلة الصلة“ کے نام سے لکھا (۲۰) اور ابو القاسم بن حبیش عبدالرحمان بن محمد بن عبداللہ الانصاری (م ۵۸۳ / ۱۱۸۸ء جو الضبی کا استاذ تھا تتمہ لکھا (۲۱)۔

الضبی

ابو جعفر احمد بن یحییٰ بن احمد بن عامرہ (م ۵۹۹ھ / ۱۲۰۲ء) بلش میں پیدا ہوا۔ لورقہ میں تعلیم حاصل کی اور اندلس و افریقہ کے مختلف علاقوں کی سیاحت کے بعد طویل مدت تک مرسہ میں رہا۔ سرعت کتابت میں امتیاز رکھتا تھا حتیٰ کہ اس نے مؤطا امام مالک ایسی ضخیم کتاب آٹھ روز میں لکھ ڈالی اس نے بغیۃ الملتبس فی تاریخ رجال الاندلس (۲۲) کے نام سے ابو عبداللہ محمد بن فتوح الازدی الحمیدی (م ۳۸۸ھ / ۱۰۹۵ء) کی جذوة المقتبس (۲۳) کا تکملہ لکھا۔ الحمیدی کی اغلاط کی تصحیح کی۔ الحمیدی نے جذوة المقتبس میں ۳۳۹ / ۱۰۵۸ء تک وفات پانے والے افراد کے تراجم لکھے لیکن اس میں بہت اغلاط تھیں۔ الضبی نے اپنی کتاب میں ۵۹۱ھ / ۱۱۹۵ء تک کے افراد کے تراجم لکھے اور ایجاز و اختصار کو ملحوظ رکھا۔ ان افراد کا بھی ذکر کیا جو مشرق سے آ کر اندلس میں آباد ہوئے۔ الضبی کی معلومات کئی مقامات پر ابن بشکوال سے مطابقت رکھتی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مصادر تاریخی بھی قابل اعتماد ہیں۔ الضبی نے اپنی کتاب کے شروع میں اندلس کی مختصر تاریخ بیان کی جس میں قاضی محمد بن علی بن حمدین اور المستنصر بن ہود کے حوالے سے جو بیانات درج کئے ہیں وہ بہت اہم ہیں۔

ابن ابار

ابو عبدالله محمد بن ابی بکر القضاعی (۵۹۳-۶۳۵ھ / ۱۱۹۸-۱۲۳۸ء) غالباً اندلس کا سب سے بڑا معجمی تذکرہ نگار ہے۔ ابن ابار نے ابن بشکوال کی کتاب الصلۃ کا „ذیل کتاب التکملة لکتاب الصلۃ“ (۲۳) کے نام سے لکھا۔ ابن ابار اپنی کتاب کے بارے میں خود لکھتا ہے :

„ابن بشکوال کی کتاب میں بہت کم اغلاط تھیں جن پر میں نے اپنی اس کتاب میں متنبہ کر دیا ہے اور جو چیز اس سے رہ گئی یا بھول گیا میں نے اس کا اندراج کر دیا ہے اور جو باتیں میرے نزدیک راجح تھیں ان کو بیان کر دیا ہے لیکن میں نے تمام اصحاب تراجم کا جو ابن بشکوال نے ذکر کئے ہیں استقصاء نہیں کیا۔ جیسا کہ اس نے ابن الفرضی کے ذکر کردہ تمام افراد کا تذکرہ نہیں کیا (۲۵)۔“

اس کی دوسری اہم تالیف „الحلة السیراء“ ہے جو امراء، خلفاء، وزراء اور اعیان حکومت کے تراجم کا مجموعہ ہے جس میں ان کے نمونہ ہائے کلام بھی ہیں۔ ڈوزی اس کے بارے میں لکھتا ہے :

„میں بالصراحت بلامبالغہ یہ کہتا ہوں کہ یہ عظیم القدر کتاب ہے جو مختلف موضوعات اور برے شمار معلومات پر مشتمل ہے اور مغرب و اندلس کی تاریخ کی حیرت انگیز تصویر کشی کرتی ہے اور بہت سی ایسی معلومات بہم پہنچاتی ہے جو کسی دوسری جگہ دست یاب نہیں ہوتیں (۲۶)۔“

ابن ابار نے تراجم کا ایک دوسرا معجم „المعجم فی اصحاب القاضی الامام ابی علی الصد فی بن سکرہ“ مدون کیا (۲۷) کئی مصادر ابن ابار کی دیگر متعدد کتب کا ذکر کرتے ہیں جن کی تعداد پینتالیس کے قریب ہے لیکن وہ ضائع ہو گئیں۔ جدید ناقدین کی رائے میں ابن ابار کی تالیفات حسن و خوبی کا مرقع ہیں ڈوزی لکھتا ہے :

، ابن ابار راست گو مورخ ہے۔ اس کے پاس انتہائی اہم دستاویزات تھیں جن سے اس نے اپنی تالیفات کی تدوین میں مدد لی ہے۔ مزید برآں وہ صحیح اور قومی ناقدانہ ملکہ کا حامل اور قدیم عرب اہل قلم کے سے احساسات اور اسلوب نگارش کا مالک تھا جو اس کے معاصر مصنفین میں نادر الوجود ہے (۲۸)۔

ابن ابار نے اپنی تالیفات میں جن مصنفین کی کتب سے استفادہ کیا ان کا اس نے متعدد مواضع پر تذکرہ کیا ہے :

۱۔ ابن حبیش (م ۵۸۳ ھ / ۱۱۸۹ء) استبحہ کا قاضی اور مشہور محدث تھا۔

۲۔ عبید اللہ بن سفیان التجیبی (م ۵۸۹ / ۱۱۹۳ء)

۳۔ ابو عمر بن عیاد الکردی (م ۶۰۲ ھ / ۱۲۰۶ء) اس نے اپنے باپ کے شیوخ کے حالات میں ایک معجم اعلام مرتب کی تھی جو کثیر الاغلاط تھی۔

۴۔ احمد بن ہارون النضری (م ۶۰۸ ھ / ۱۲۱۲ء) شاطبہ کا رہنے والا تھا۔ ابن حبیش کا تلمیذ قوت حافظہ میں مشہور تھا۔ حدیث اور فقہ کا ماہر عالم اور زہد و ورع میں ضرب المثل تھا۔ اس نے قضاۃ شاطبہ و قرطبہ پر ایک کتاب لکھی تھی۔

۵۔ محمد بن عبدالرحمان بن علی بن محمد بن سلیمان التجیبی (م ۶۰۹ ھ / ۱۲۱۳ء) لقنت (مرسیہ) کا رہنے والا تھا افریقہ اور مشرق کی سیاحت کرتا رہا اس نے اپنے شیوخ کے اسماء معجمی اعتبار سے جمع کئے اور ان کے حالات قلم بند کئے۔ ابن ابار لکھتا ہے :

،، اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ کتاب تونس میں ۶۳۰ ھ /

(۱۲۳۲ء) میں مجھے ملی اور میں نے اس سے اخذ و اقتباس کر کے اسے تکملہ میں شامل کیا (۲۹)۔

- ۶۔ ابن ابی ہریرہ نے حوط اللہ کے دو بیٹوں ابو محمد اور ابو سلیمان سے بھی استفادہ کیا جو دونوں محدث تھے۔
- ۷۔ ابو العباس احمد بن عیشون اور ابو القاسم محمد بن عامر بن فرقد جو ابن رشد اور ابن قزمان کے شاگرد تھے۔
- ۸۔ ابن الطلیسان ابو القاسم قاسم بن محمد الاوشی (م ۶۳۳ھ/ ۱۲۳۵ء) نے تاریخ اور سیر الصالحین والزہاد پر متعدد کتابیں لکھیں۔
- ۹۔ الطراز الغرناطی ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن علی الانصاری (م ۶۳۵ھ/ ۱۲۳۷ء) ابن ابی ہریرہ کے ترجمہ میں لکھتا ہے :
- ”اس نے اپنے شیوخ کے اسماء اور ان کی روایات کی فہرست مرتب کی تھی جو مجھے تونس میں ملی اور میں نے اس سے اقتباسات لئے “ (۳۰)۔
- تراجم خاصہ
- اندلس میں تراجم و فہارس کی بعض ایسی کتابیں بھی لکھی گئیں جو کسی ایک فن کے ماہرین کے حالات یا کسی ایک علم سے متعلق کتب کے اسماء پر مشتمل تھیں۔
- احمد بن عبدالرحمان بن محمد الصقر الانصاری الخزرجی (م ۵۵۹ھ/ ۱۱۶۳ء) مرہ کا رہنے والا تھا حافظ، محدث، فقیہ اور علوم دینیہ کا ماہر تھا۔ غرناطہ اور اشبیلیہ میں قاضی رہا اس نے اندلس کے صلحاء اور زہاد کے حالات پر ایک کتاب انوار الافکار فیمن دخل جزیرۃ الاندلس من الزہاد والابرار لکھی (۳۱)۔
- ابو عمر محمد بن ابی بکر بن یوسف بن عفیون الشاطبی (م ۵۸۳ھ/ ۱۱۸۸ء) نے ابو الحسن بن جبیر کے اشعار کا دیوان مرتب کیا اور صلحاء و زہاد کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ”کتاب فی اخبار الزہاد والعباد“ مدون کی (۳۲)۔

ابوالقاسم بن الطلیسان (م ۶۳۳ ھ / ۱۲۳۵ء) نے مناقب میں متعدد کتابیں لکھیں جن میں „زهر البساتین و نفحات الرياحین“ ، اہل جزیرہ کے صلحاء و عباد کے حالات میں „غرائب اخبار المندین و مناقب آثار المهتدين“ اور تاریخ صلحاء الاندلس (کتاب فی اخبار الصالحین بالاندلس) اور والتبيين عن مناقب من عن مناقب من عرف بقرطبه من التابعين والعلماء والصالحين شامل ہیں (۳۳)۔

ابوبکر محمد بن محمد بن الحکیم اللخمی (م ۴۹۹ / ۱۳۳۹ء) نے اپنی کتاب الفوائد المنتخبة والفرائد المستعذبة میں اشعار اور ادبی معلومات کے علاوہ اندلس کے صوفیاء کے حالات بھی لکھے۔ نیز اس نے ابن رشيق کی تاریخ کی تکمیل „میزان العمل“ کے نام سے کی (۳۳)۔

ابن جماعة الکنانی نے تراجم نبویہ کی معجم مرتب کی (۳۵) اور ابو عمرو بن محمد بن عیشون بن عمر بن صباح اللخمی (م ۶۱۲ ھ / ۱۲۱۷ء) نے کتاب کتاب الاندلسیین تالیف کی جس سے ابن ابار نے تکملہ میں استفادہ کیا (۳۶)۔ اسی انداز کو بعد میں اوغسطین ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ ابن یزید ، عاصم بن محمد اور سکن بن سعید الاخباری نے اپنایا (۳۷)۔

قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی (م ۵۴۳ / ۱۱۴۹ء) تاریخ ، انساب العرب ، نحو ، لغت ، صرف اور حدیث کے جید عالم تھے۔ قاضی عیاض کی تالیفات میں علماء قرطبه کی تاریخ „اخبار القرطبيين“ سب سے زیادہ کی تاریخ „العیون الستة فی اخبار سبته“ اور ترتیب المدارک فی معرفة اصحاب مالک لکھی جس میں مغرب و اندلس کے فقہاء اور علماء کا تذکرہ ہے۔ المقری نے قاضی عیاض کے بارے میں ایک ادبی تاریخی موسوعہ „ازهار الرياض فی اخبار قاضی عیاض“ کے نام سے مرتب کیا (۳۸)۔ قاضی عیاض نے سیرۃ النبی پر

ایک مستند کتاب،، کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،، تصنیف کی۔

ابو الخطاب بن دحیہ (م ۶۳۳ ھ / ۱۲۳۵ء) دانیہ میں قاضی تھا۔ بعد میں مصر چلا گیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ ابن دحیہ ان علماء میں سے ہے جن کے ذریعہ مشرق کے علماء مغربی علوم سے متعارف ہوئے۔ ابن دحیہ نے،، کتاب النبراس فی ذکر خلفاء بنی العباس،، تصنیف کی (۳۹۱)۔ جو ابن خلکان کے مآخذ میں سے ہے۔ اس نے شعراء اندلس و مغرب پر ایک کتاب،، المطرب من اشعار اهل المغرب،، تصنیف کی جس میں کسی متعین ترتیب و نسق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکہ کیف ما اتفاق اشعار جمع کر دیئے۔ اس کی بیشتر کتب مغرب میں رہ گئی تھیں اور جو کچھ باقی بچ رہا وہ بحری قزاقوں نے لوٹ لیا۔ اس نے ایک اور عمدہ کتاب،، کتاب الاعلام المبين فی المفاضلة بین اهل صفین،، لکھی تھی (۴۰)۔

اشبیلیہ کے محدث ابو محمد قاسم بن محمد بن یوسف علم الدین البرزالی (م ۳۸۸ ھ / ۱۳۳۷ء) نے طبقات المحدثین لکھی۔ نیز ابن عساکر کی تاریخ دمشق کا ذیل لکھا جس میں ۳۸۸ / ۱۳۳۷ء تک کے حوادث قلم بند کئے اور اپنے شیوخ کے اسماء کا ایک معجم مرتب کیا (۴۱)

ابوالاصبع عیسیٰ بن محمد المورخ (م ۴۱۳ ھ / ۱۰۱۲ء) نے تاریخ فقہاء البیہرہ،، لکھی تھی اسی انداز پر ابو القاسم محمد بن عبدالواحد بن ابراہیم الملاحی (م ۶۱۸ / ۱۲۲۲ء) نے،، تاریخ علماء البیہرہ،، مرتب کی اور علماء غرناطہ کی تاریخ لکھی نیز امام عرب و عجم کے انساب پر ایک کتاب الشجرہ کے نام سے لکھی (۴۲)۔

فہارس کتب

فہارس کتب کی تدوین کا رجحان عربوں میں بکثرت پایا جاتا تھا۔ مرتبین فہارس کتب میں ابوبکر ابن خیر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ (م ۵۷۵ / ۱۱۷۹ء) اشبیلیہ کا رہنے والا تھا۔ حدیث، نحو، ادب اور اسماء کتب میں وسیع علم رکھتا تھا اس نے ایک فہرست کتب مرتب کی جس میں اس نے اپنے اساتذہ اور شیوخ کے احوال درج کئے ابن ابّار نے اس کے علم و فضل کی بہت تعریف کی ہے اور التکمّله کی تالیف میں اس کی کتاب سے استفادہ بھی کیا ہے (۳۳)۔ اس کی کتاب فہرست ابن خیر (۳۳) مختلف علوم کی ان کتابوں کے اسماء پر مشتمل ہے جو اس نے پڑھیں اور ان اساتذہ و شیوخ کے اسماء و احوال ہیں جن سے اس نے تعلیم حاصل کی۔ یہ کتاب جغرافیائی ترتیب سے مدون کی گئی ہے۔ اور اس کی اہمیت کا اندازہ ان کتابوں کی تعداد اور مؤلفین کے اسماء سے ہوتا ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسرے مرجع میں نہیں ہیں۔

اندلس میں مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ یہ دور اندلس کی تاریخ کا سنہری دور ہے۔ اس میں مسلمانوں نے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ تذکرہ نگاری کو بہت زیادہ اہمیت دی۔ ممکن ہے کہ اس کا تکوینی سبب یہ ہو کہ اندلس کے نوشتہ تقدیر میں یہ تھا کہ مسلمانوں کا وجود وہاں باقی نہ رہے چنانچہ قدرت نے اہل علم کو تذکرہ نگاری کی طرف متوجہ کر کے ان کے علمی اور تاریخی وجود کو بقائے دوام بخش دی ہے۔

حوالہ جات

- ۱- ابن الفرضی ، تاریخ العلماء والرواة للعلم بالاندلس ، القاہرہ ۱۹۵۳ء ، نمبر ۱۳۹۸-
- ۲- خولیان ریرا نے اسپانوی ترجمہ کے ساتھ ۱۹۱۳ء میں شائع کی ۔ دوبارہ مصر سے ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوئی ۔
- ۳- آنخل گنشالت پالنثیا ، تاریخ الفكر الاندلسی (عبری ترجمہ ، جسین مونس) القاہرہ ۱۹۵۵ء ص ۲۶۷ -
- ۴- خولیان ریرا ، مقدمہ تاریخ قضاء قرطبہ -
- ۵- تاریخ الفكر الاندلسی ، ص ۲۷۰ -
- ۶- پالنثیا (تاریخ الفكر الاندلسی ، ص ۲۶۷) نے غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ ابن الفرضی نے ابن عبدالبر النمری سے استفادہ کیا ہے حالانکہ ابن عبدالبر النمری ابن الفرضی (۳۵۱ - ۴۰۳ ھ) کا شاگرد اور زماناً متأخر ہے۔ اس غلطی کا سبب یہ ہے کہ ابن الفرضی نے تاریخ علماء الاندلس کے آغاز میں لکھا ہے کہ اس نے احمد بن محمد ابن عبدالبر کی تالیف سے استفادہ کیا ہے لیکن وہ یقیناً النمری کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے ۔
- ۷- کشکینان ، قنبانیہ قرطبہ کا ایک قریہ ہے۔ یاقوت ، معجم البلدان ، بیروت ، ج ۳ ص ۳۶۳ -
- ۸- ابن خلکان ، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ، ج ۳ ص ۱۰۵ - ۱۰۶ -
- ۹- ایضاً ابن بشکوال ، المصلة فی تاریخ اثمة الاندلس ، القاہرہ ۱۹۵۵ء ، ص ۲۳۶ ، الضبی ، بقیۃ الملتبس فی تاریخ رجال اهل الاندلس ، طبع ریرا ۱۸۸۳ء ، نمبر ۸۸۸ ، المقری ، نفع الطیب - بیروت ۲ : ۱۲۹ - ۱۳۱ ابن سعید ، المغرب فی حلی المغرب ، القاہرہ ۱ ، ۱۰۳ -
- ۱۰- نفع الطیب ، ۲ : ۱۲۹ ، یہ کتاب ضائع ہو گئی ۔
- ۱۱- اس کتاب کی ساتویں اور آٹھویں جلد مکتبہ عربیہ اسپانیہ میں محفوظ تھیں جہاں سے کودیرا نے ۱۸۹۱ - ۱۸۹۲ میں شائع کیں بعد میں ۱۹۵۳ء میں قاہرہ سے طبع ہوئیں ۔
- ۱۲- السیوطی بقیۃ الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة ، القاہرہ ۱۳۲۶ ، ص ۹۷ -
- ۱۳- ابن ابار ، التکملة ، ۱۹۵ ، البغدادی ، ایضاح المکتون ، ۱ : ۲۱۸ -
- ۱۴- ابن ابار ، المعجم فی اصحاب القاضی الامام ابی علی الصفدی ، میثرد ۱۸۸۵ - ۱۶۲ -
- ۱۵- ابن ابار ، التکملة لکتاب الصلة ، القاہرہ ۱۹۵۶ء ، ص ۳۷۹ -
- ۱۶- المقری ، نفع الطیب ، الفهارس العامة ۸ : ۲۷ کی مدد سے مواضع متعدده پر الحجاری کا تذکرہ ہے ۔
- ۱۷- ملاحظہ ہو شوقی ضیف ، مقدمہ المغرب فی حلی المغرب ، القاہرہ ، نفع الطیب ، الفهارس العامة ۸ : ۳۷ -
- ۱۸- ابن خلکان ۲ : ۲۳۰ - ۲۳۱ ، ابن فرحون ، الديباج المذهب ، القاہرہ ۱۳۲۹ ، ۱۱۳ -
- ۱۹- ابن ابار ، التکملة ، ۳۰۳ -
- ۲۰- لیفی بروفنسٹال نے ۱۹۳۸ء میں شائع کی ۔
- ۲۱- الفكر الاندلسی ، ۲۷۶ -
- ۲۲- کودیرا اور ریرا نے ۱۸۸۵ء میں شائع کی ہے

- ۲۲۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون (ص ۱۷۹) میں لکھا ہے کہ الحمیدی نے ابن حیان (م ۳۲۹/۱۰۰) کی تصنیف المقتبس کی تلخیص لکھی ہے لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ الحمیدی کی کتاب معجم ابجدی کے اعتبار سے علماء اندلس کے حالات پر ہے جو المقتبس سے مختلف انداز کی کتاب ہے۔ الحمیدی نے یہ کتاب بغداد میں اپنی اقامت کے دوران لکھی جہاں اسے اساسی مراجع میسر نہ تھے جس کی وجہ سے تراجم رجال اور تحدید تواریخ میں بکثرت اغلاط پائی جاتی ہیں۔
- ۲۳۔ نشر الثقافة الاسلامیه ، القاہرہ سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔
- ۲۵۔ ابن ابار ، التکملہ ، مقدمۃ الكتاب۔
- ۲۶۔ بحوالہ تاریخ الفکر الاندلسی ، ۲۷۹۔
- ۲۷۔ کو دیرا نے ۱۸۸۳ء میں شائع کی ہے۔
- ۲۸۔ بحوالہ تاریخ الفکر الاندلسی ، ۲۷۹۔
- ۲۹۔ ابن ابار ، التکملہ ، نمبر ۹۱۹۔
- ۳۰۔ ایضاً ، نمبر ۱۰۳۲۔
- ۳۱۔ ابن الخطیب ، الاحاطہ فی اخبار غرناطہ ، مصر ۱۲۷۵ ، ۱ : ۶۷ - ۷۱ ، ابن فرحون ، الدیاج المنہب ، ۳۸ - ۵۰۔
- ۳۲۔ ابن ابار ، التکملہ ، ۲۵۳ - ۲۵۴۔
- ۳۳۔ ایضاً ۷۰۳ ، ۷۰۴ ، التنبکی ، نیل الابتہاج بتطریز الدیاج ، القاہرہ ۱۳۲۹ ، ۲۲۱ - ۲۲۲۔
- ۳۴۔ ابن الخطیب ، الاحاطہ ، ۲ : ۱۹۵ - ۲۰۶۔
- ۳۵۔ البغدادی ، ایضاح المکنون ، ۲ : ۱۵۵ ، ۱۵۸۔
- ۳۶۔ اخبار غرناطہ ، ۲ : ۱۹۵ - ۲۰۶۔
- ۳۷۔ تاریخ الفکر الاندلسی ، ۲۸۲۔
- ۳۸۔ مطبوعہ القاہرہ ۱۹۳۹ - ۱۹۴۲۔
- ۳۹۔ بغداد سے ۱۹۳۹ میں شائع ہوئی۔
- ۴۰۔ ابن خلکان ، ۱ : ۳۸۲ - ۳۸۳ ، نفع الطیب ، ۶ : ۲۵۸ - ۲۷۷۔
- ۴۱۔ الذہبی ، تذکرۃ الحفاظ ، ۳ : ۲۰۸ ابن العماد ، شذرات النہب ، ۵ : ۱۸۲۔
- ۴۲۔ ابن ابار ، التکملہ ۳۲۳ - ۳۲۵ ، التنبکی ، ۲۲۲۸۔
- ۴۳۔ ایضاً ، ۲۳۰ - ۲۳۲۔
- ۴۴۔ کو دیرا اور ریرا نے ۱۸۹۵ء میں شائع کی ہے۔





— نموذج كتابة زخرفية بخط ثلثي جلي ،
نصها : « الدنيا ساعة فاجعلها طاعة » .
كتبها الخطاط محمود يازر سنة ١٣٥٤ هـ
توفي سنة ١٣٧٢ هـ .